لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ ۱۴۸

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ ۱۴۹

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

سَبِيْلًا ۝ ۱۵۰ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ ۱۵۱

اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتا بجز مظلوم کے اور اللہ ہے سننے والا جاننے والا ✱ اگر تم کوئی نیک کام علانیہ کرو یا پوشیدہ طور پر کرو یا برائی سے درگزر کرو تو بلاشبہ اللہ بڑا معاف کرنے والا کامل قدرت والا ہے ✱ جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں اللہ کے اور اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق رکھنا (کہ اللہ کو تو مانتے ہیں اور پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں) اور کہتے ہیں ہم بعض (پیغمبروں) کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ اور چاہتے ہیں اس کفر و اسلام کے درمیان راہ اختیار کرنا۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلیل کن سزا تیار کر رکھی ہے (۴/۱۴۸ تا ۱۵۱)

۱۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو دوسرے کے لئے بددعا کرنی جائز نہیں ہاں جس پر ظلم کیا گیا ہو اسے اپنے ظالم کے لئے بددعا کرنی جائز ہے اور وہ بھی اگر صبر و تحمل کرے تو فضیلت اسی میں ہے ✱ حضرت حسن بصریؒ سے ایک اور روایت میں ہے کہ اگرچہ مظلوم کو ظالم کے حق میں بددعا کی رخصت ہے مگر یہ خیال رہے کہ حد سے نہ بڑھ جائے۔ (گویا یہ بھی ممانعت کا ایک لطیف انداز ہے کیونکہ غصہ میں حدود کا پاس رکھنا نہایت مشکل ہے اور اُدھر زیادتی حرام قرار دی گئی تو سمجھدار آدمی عافیت بددعا نہ کرنے ہی میں پائے گا) ✱ مجاہدؒ فرماتے ہیں جو شخص کسی کے ہاں مہمان بن کر جائے اور میزبان اس کا حق مہمانی ادا نہ کرے تو اسے جائز ہے کہ لوگوں کے سامنے اپنے میزبان کی شکایت کرے جب تک وہ حق ضیافت ادا نہ کرے ✱ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی اہل قبلہ کے ہاں مہمان بن کر جائے ساری رات گزر جائے لیکن وہ لوگ اس کی مہمانداری نہ کریں تو ہر مسلمان پر اس مہمان کی نصرت ضروری ہے تا اس شخص کے مال سے اس کی کھیتی سے بقدر اس کی مہمانی دلوائیں ✱ اللہ تعالیٰ سمیع و علیم ہے۔ (ابن کثیر)

۱۴۹۔ اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرکے کرو بشرطیکہ ریاکاری مقصود نہ ہو تو اس کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں تاکہ دوسروں کو بھی رغبت ہو یا تم ان کو برا کہنے والوں کی برائیاں معاف کر دو تو بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی غفور ہے اور اس کے انتقام لینے پر بھی قادر ہے پھر جب تم کسی کو معاف نہیں کرتے تو آخر تم بھی اللہ تعالیٰ (کی نافرمانی) کے گناہوں سے پاک نہیں۔ قدیر کا لفظ کس لطف کے ساتھ معافی کی رغبت دلا رہا ہے جس میں تہدید کی شان بھی ہے۔ (تفسیر حقانی)

۱۵۰۔ بغوی نے لکھا ہے یہ آیت یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی کہ یہودیوں نے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن مجید کا اور عیسیٰ علیہ السلام کا اور انجیل کا انکار کیا تو گویا سب پیغمبروں کا انکار کیا کیونکہ ہر پیغمبر دوسرے کی تصدیق کرتا ہے اور جب کہ اللہ کے احکام کا انہوں نے انکار کیا تھا تو گویا اللہ کا انکار کر دیا * "اور چاہتے ہیں اللہ کے اور اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق رکھنا"۔ کہ اللہ کو تو مانتے ہیں اور پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں جیسے مشرک۔ کہ صرف خدا کو مانتے ہیں (تاہم شرک کا ارتکاب کرتے ہیں) اور یہودی کہ اللہ اور موسیٰ علیہ السلام کو تو اپنے خیال کے مطابق مانتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور قرآن و انجیل کو بھی نہیں مانتے * ایمان و کفر کے درمیان کوئی وسطی چیز نہیں ہے کیونکہ اللہ پر ایمان کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک سب پیغمبروں کو نہ مانا جائے اور جو کچھ انہوں نے (اللہ کی طرف سے) مجمل و مفصل پہنچایا ہے اس کی تصدیق نہ کی جائے۔ تمام انبیاء کے دین کی حقانیت مشترک ہے سب حق ہیں اور حق کے علاوہ سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے (تفسیر مظہری)

● وہ ایمان اور کفر کے درمیان ایک اور راہ نکالنا چاہتے ہیں حالانکہ ایمان و کفر کے درمیان کوئی اور راہ نہیں ہے۔ دو ہی راستے ہیں ایمان یا کفر۔ (احسن التفاسیر)

۱۵۱۔ جان رکھو کہ ایسے لوگ پکے کافر ہیں جن میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ ہم نے ایسے تمام کافروں کے لئے آخرت میں وہ عذاب تیار رکھا ہے جو دائمی بھی ہوگا اور سخت تکلیف دہ بھی اور ساتھ ہی ان کے لئے بہت رسوائی خواری ذلت کا باعث بھی۔ تم ان چیزوں میں کوئی تردد نہ کرو۔ (الفتح)

معلومات مزید۔ بعض لوگوں کا مشغلہ ہی دوسروں کی عیب جوئی ہوتا ہے * آیت شریفہ میں واضح ہدایت فرمادی کہ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے باز آ جاؤ۔ کسی کی پس پشت غیبت۔ کسی کا منہ پر توہین اور ہتک عزت سب کی ممانعت کر دی گئی ہاں کوئی شخص جس پر واقعی ظلم ہوا ہو اس کی حق تلفی کی گئی ہو اسے رخصت ہے کہ ظالم کے ظلم کا برملا اظہار کرے اور اپنی مظلومیت کی داستان بے دھڑک سنائے ● خیر سے مراد طاعت و فرمانبرداری * بعض علماء نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہاں یہ بات کہی گئی کہ اگر تم ظالم کے ساتھ بھلائی کرنے کا اظہار کرو اور برائی کو بھلائی سے مٹا دو * بعض علماء کے نزدیک خیر سے مراد ہے مال یعنی علانیہ خیرات کرو یا چھپا کر * "یا برائی سے درگزر کرو" یعنی ظالم کے ساتھ بھلائی اگرچہ نہ کرو مگر اس کے ظلم کو اپنے دل سے مٹا دو۔ بیضاوی وغیرہ نے لکھا ہے کہ مظلوم کی طرف سے درگزر کرنا معتبر ہے * "اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا کامل قدرت والا ہے" یعنی باوجود انتقام کی طاقت رکھنے کے گناہگاروں کو بہت زیادہ معاف کر دیتا ہے اس لئے تم کو بدرجہ اولیٰ معاف کرنا چاہئے ● اصل اشارہ یہود کی طرف ہے جو انبیاء سابقین میں بعض کے قائل تھے لیکن بعض کے منکر تھے۔ قرآن پاک کے الفاظ عام ہیں اور ان کے تحت تمام منکرین آ جاتے ہیں ● اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان تفریق کرنے والے لوگ پکے کافر ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے اہانت آمیز سزا تیار رکھی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ
يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ١٥٢ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ
تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا
اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ
بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ ١٥٣ وَ
رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا
لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ ١٥٤

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور انھوں نے ان میں سے کسی میں بھی تفرقہ نہ کیا (سو) ان کو عنقریب اللہ تعالیٰ ان کا اجر دے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ★ (اے محبوبؐ) اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب اتار دیں۔ سو وہ تو اس سے (بھی) بڑھ کر موسیٰ (علیہ السلام) سے سوال کر چکے ہیں (جب کہ انھوں نے) کہا تھا کہ ہم کو کھلم کھلا اللہ تعالیٰ (کو) دکھا دیں۔ پھر تو ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے بجلی آ پڑی۔ پھر کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی انھوں نے بچھڑا بنا لیا پھر ہم نے یہ بھی معاف کر دیا تھا اور موسیٰ (علیہ السلام) کو کھلا ہوا غلبہ دیا ★ اور ہم نے ان سے عہد مستحکم کرنے کے لئے ان پر کوہ طور بلند کیا اور ہم نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ (جھکے ہوئے) دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے جانا اور ہم نے ان سے (یہ بھی) کہہ دیا تھا کہ سبت کے دن زیادتی نہ کرنا اور ہم نے ان سے پختہ عہد لے لیا تھا۔ (۴/۱۵۲ تا ۱۵۴)

۱۵۲۔ جیسے اکثر یہودی علماء کا شیوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھا کہ محض حسد کی وجہ سے آپ کی عظیم الشان نبوت کے منکر ہو گئے تھے اور آپ کی مخالفت اور عداوت میں آخر مقابلے پر تل گئے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا کی ذلت والی بھی اور آخرت کی ذلت کی مار بھی ان کے لئے تیار رکھی ہے پھر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہو رہی ہے کہ یہ اللہ پر ایمان رکھ کر تمام انبیاء علیہم السلام کو بلا تفریق مانتے ہیں اور اللہ کی اس آخری کتاب قرآن مجید پر ایمان لا کر اور تمام آسمانی کتابوں کو بھی خدائی کتابیں تسلیم کرتے ہیں۔ پھر ان کے لئے جو اجر جلیل اور ثواب عظیم اس نے تیار رکھا ہے اسے بھی بیان فرما دیا کہ ان کے ایمان کامل کے باعث انھیں اجر عظیم عطا ہوں گے۔ اگر ان سے کوئی گناہ بھی سرزد ہو گیا تو اللہ معاف فرما دے گا اور ان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے گا (تفسیر ابن کثیر)

۱۵۳۔ ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی کی روایت سے لکھا ہے کہ کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے (تورات کی لکھی ہوئی) تختیاں لائے تھے

آپ بھی (اللہ کی کتاب کی لکھی ہوئی) تختیاں اللہ کی طرف سے لاکر ہم کو دیجیے کہ ہم آپ کو سچا جانیں یہودیوں نے تعین کے ساتھ ان کے نام کعب بن اشرف اور فنحاص بن عازورا بتائے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ✱ یہ سوال اکثر بیں اور حاکمانہ شان کے ساتھ تھا اطاعت آمیز نہ تھا اور اللہ حاکمانہ شان کے سوال پر آیات نازل نہیں فرمایا کرتا ✱ آپ ان کے اس سوال کو برا نہ سمجھیں اس لئے کہ "یہ موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑا سوال کر چکے ہیں ✱ کہ بنی اسرائیل نے علانیہ کہا ہم کو خدا دکھا دو ✱ (اس پر) آسمان سے ایک آگ آئی اور ان کو ... کر گئی ✱ یہودیوں نے ایک محال بات کی درخواست کی تھی اس لئے مستوجب عذاب قرار پائے ✱ پھر کھلے کھلے معجزات آنے کے بعد بھی انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا ✱ پھر ہم نے اس (گناہ) سے درگزر کی ✱ یہاں رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے یہودیوں کو توبہ کرنے کی ترغیب ہے کہ اپنے اسلاف کی طرح تم بھی توبہ کرو تاکہ ہم تم کو بھی معاف کر دیں ✱ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا سے مراد ہے واضح دلیل یعنی مخالفوں کے خلاف تو معجزات (

۱۵۴ ۔ یہود سے جو پختہ عہد (اللہ تعالیٰ نے) لئے تھے ان کا ذکر۔ جب ان سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا کہ تم میرے سارے حکموں پر چلنا اور انہوں نے بیدلی کی تو کوہ طور ان پر اٹھایا گیا ۔ ان کو شہر اریحا فتح ہونے کے وقت یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس نعمت کے شکریہ میں جب شہر کے دروازوں میں سے گزرو تو جھکتے اور عاجزی کرتے ہوئے جانا تکبر نہ کرنا انہوں نے اس کے برخلاف کیا ۔ سبت کی تعظیم کا اور اس روز کاروبار نہ کرنے کا حکم موکد دیا گیا تھا اور اس پر ان سے سخت عہد بھی لیا گیا تھا مگر انہوں نے سبت کی تعظیم نہ کی داؤد علیہ السلام کے عہد میں اس پر ان کو سزا ملی ۔ (تفسیر حقانی)

معلومات مزید اور جو لوگ اللہ اور اس کے تمام پیغمبروں پر ایمان لائے اور کسی پیغمبر میں ان میں سے فرق نہیں کرتے وہی لوگ ہیں کہ عنقریب ہم ان کو ان کے کاموں کا اجر بدلہ دیں گے اور اللہ اپنے دوستوں کو بخشنے والا ہے جو اس کی عبادت کرتے ہیں ان پر مہربان ہے ● مدینے کے منافقوں میں زیادہ تر یہودی ہی تھے جو یہودی (حضور علیہ السلام سے) کہتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام طور پر جا کر تختیوں پر لکھی ہوئی تورات لائے تھے (آپ بھی) آسمانی (اور ایک) کتاب لائیں کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں؟ فرمایا: اس سے بھی بڑی فرمائش یہ حضرت موسیٰؑ سے کر چکے ہیں کہ خود خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ✱ اس مطالبہ کی سزا انہیں آگ یا غیبی کڑک سے ان کی ہلاکت کی صورت میں دی گئی ۔ پھر یہودیوں نے یہ غضب کیا کہ موسیٰؑ کے کھلے معجزات دیکھنے کے باوجود بچھڑے کی پرستش شروع کر دی ۔ مگر ہم ایسے رحیم و کریم ہیں اس جرم کی بھی انہیں معافی دے دی ۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کھلا غلبہ عنایت کیا ● یہودیوں کی نافرمانی اور انکار کی سزا میں کوہ طور ان کے سروں پر لا کھڑا کیا گیا تب خوف کے مارے تورات ماننے کا وعدہ کیا ✱ میدان تیہ کی قید سے رہائی پر شہر میں سجدہ کناں داخلہ کا حکم پھر سنیچر کے دن مچھلی کے شکار کی ممانعت لیکن ان احکام کی پیروی نہ کرنے سے بے پرواہ تو کی نافرمانی کی آخر عذاب الٰہی میں گرفتار رہے ✱ ان کا ایمان قبول نہ کرنا ان کی ضد کی وجہ سے تھا عہد شکنوں کی پرواہ نہ کی جا

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ
قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ١٥٥ وَبِكُفْرِهِمْ
وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ ١٥٦ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ
مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ
اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ
يَقِينًا ۝ ١٥٧ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ ١٥٨

وجہ یہ تھی کہ انھوں نے توڑ دیا اپنے وعدہ کو اور انھوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور انھوں نے قتل کیا انبیاء کو ناحق اور انھوں نے یہ (گستاخانہ) بات کہی کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں (نہیں نہیں) بلکہ مہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر بوجہ ان کے کفر کے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر تھوڑی سی تعداد * اور ان کے کفر کے باعث اور مریمؑ پر بہتان عظیم باندھنے کے باعث * اور ان کے اس قول سے کہ ہم نے قتل کر دیا ہے مسیح عیسیٰؑ فرزند مریم کو جو اللہ کا رسول ہے حالاں کہ نہ انھوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہو گئی ان کے لئے (حقیقت) اور یقیناً جنھوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک و شبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں ان کے پاس اس امر کا کوئی صحیح علم بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انھوں نے اسے یقیناً * بلکہ اٹھا لیا ہے اسے اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا

(۴/۱۵۵ تا ۱۵۸)

۱۵۵۔ اہل کتاب کے ان گناہوں کا بیان ہو رہا ہے جن کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے اولاً تو ان کی عہد شکنی کہ جو وعدے اللہ سے انھوں نے کئے تھے ان پر قائم نہ رہے دوسرے اللہ کی آیتوں یعنی حجت و دلیل اور نبیوں کے معجزوں کا انکار اور کفر تیسرے بے وجہ انبیائے کرام کا قتل ناحق ۔ اللہ کے رسولوں کی ایک بڑی جماعت ان کے ہاتھوں قتل ہوئی چوتھے ان کا یہ خیال اور یہ قول کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں * ان اس قول کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دل علم کے ظروف ہیں وہ علم و عرفان سے پر ہیں * اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی تردید فرماتا ہے کہ یوں نہیں بلکہ ان پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے کیوں کہ یہ کفر میں پختہ ہو چکے ہیں * اب ان کے دل کفر و سرکشی اور ناقص ایمان پر ہی رہ جائیں گے (تفسیر ابن کثیر)

● سوائے ان میں تھوڑے ہی ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی ۔ (جلالین)

۱۵۶۔ حضرت مسیح علیہ السلام چوں کہ بغیر باپ کے صرف اس کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے وہ اس کے منکر ہو گئے وبکفرہم سے اسی طرف اشارہ ہے سو انھوں نے اس قدرت کاملہ کا انکار کیا اور حضرت مریمؑ پاک دامن پر تہمت لگائی ۔ (تفسیر حقانی)

157 - یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کی اور مشہور کر دیا کہ ہم نے ان کو سولی دے دی مگر یہ جھوٹ ہے انہوں نے نہ تو ان جناب کو قتل کیا نہ انہیں سولی دی بلکہ انہیں یہ نسیان کی طرف سے شبہ میں ڈال دیا گیا کہ جو ان جناب کو قتل کرنے یا پکڑنے آیا تھا اسے ان کا ہمشکل کر دیا گیا انہوں نے اسے سولی یا قتل کر دیا پھر ان میں خود آپس میں پھوٹ پڑ گئی کچھ تو کہنے لگے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے دی ہے دیکھو ان کا چہرہ وہی ہے، اور بعض بولے کہ نہیں یہ تو کوئی اور شخص ہے جس کو سولی دے دیا دیکھو اس کا جسم تو ہمارے عیسیٰ علیہ السلام کے جیسا نہیں ہے اور اگر عیسیٰ علیہ السلام یہی ہیں تو ہمارا ططیانوس کہاں گیا جو انہیں پکڑوانے کے لئے ان کے پاس حجرہ میں گیا تھا بہر حال انہیں علم الیقین نہیں (اشرف التفاسیر)

158 - حضرت مسیح کے بارے میں پھیلے ہوئے تمام نظریات کا بطلان کر کے اب قرآن خود بتاتا ہے کہ وہ کہاں گئے فرمایا بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا * آسمان پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث معراج میں اس کی تصریح موجود ہے کیونکہ "رفع" کا معنی بلند کرنا ہے * یہودیوں کا دعویٰ اور عیسائیوں کا عقیدہ کہ حضرت مسیحؑ کو سولی دے دیا گیا دونوں غلط ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور حدیث رسول ﷺ نے بتا دیا کہ آپ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا (ضیاء القرآن)

مفہومات مزید: اول تو وہ عظیم الشان (وہ عہد) یہ سزا دی کہ انہوں نے اپنے اس عہد کو جو موسیٰ علیہ السلام کے روبرو کیا تھا توڑ ڈالا * کفرہم بآیات اللہ ۔ آیات سے مراد یا تورات کی آیات ہیں یا انبیاء علیہم السلام کے معجزات یا قضاء و قدر کی وہ نشانیاں جو ہمیشہ اس کی توحید پر دلالت کرتی ہیں * سو بنی اسرائیل نے اپنے اس ہٹ دھرمی اور بدکاری کے زمانہ میں ان تینوں معنی کی آیات سے انکار اور کفر کیا * بنی اسرائیل میں جب بے دینی اور بدکاری کا رواج ہو گیا اور پیغمبروں میں یہی حالت ہو گئی کہ کوئی نبی اور [illegible] ان کی اصلاح کی کوشش سے درپے ہو گئے پھر چند اور انبیاء کو ناحق قتل کر کے پھر وہ ایسے ہی سرکش ہو گئے * یہودی اپنے دلوں کو علم کا غلاف کہتے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو بہت کچھ علم حاصل ہے اب ہم کو کسی وعظ کی کچھ ضرورت نہیں * اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے دل پر یہ غلاف وغیرہ کچھ نہیں صرف ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے ان پر ایمان نہیں جا سکتا * الا قلیلا تھوڑے ایمان لاتے ہیں اس لئے اس قوم میں کم ایمان پایا جاتا ہے ● یہودیوں کے جرائم میں شدید قسم کا جرم حضرت مریم پر بہتان ہے ● بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے کون اس بات پر راضی ہے کہ اس کو میری شکل دے دی جائے اور اس کو قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا جائے اور وہ جنت میں داخل ہو جائے ایک شخص نے اٹھ کر اظہار رضامندی کیا اللہ نے اس کی شکل حضرت عیسیٰؑ جیسی کر دی اس کو قتل کر کے صلیب دے دیا گیا * حضرت عیسیٰؑ کے قتل کی ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی * ان کا خود یہ خیال ہے کہ عیسیٰؑ کو قتل کرنا یقینی امر نہیں۔ فراء نے یہ مطلب بیان کیا کہ جس کو انہوں نے قتل کیا اس کے عیسیٰؑ ہونے کا ان کو یقین نہیں ● رفع کے اصلی معنی رفع جسمانی یا رفع مادی ہی ہیں * امام رازیؒ نے لکھا ہے تعظیم و تشریف کے جس سیاق میں یہاں ذکر رفع الی اللہ کا ہے وہ خود اس امر کی دلیل ہے کہ یہ رفع کوئی امتیازی اور مخصوص چیز تھا * اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا * اللہ تعالیٰ بڑا قدرت و قوت والا ہے اور بڑا حکمت والا ہے ۔

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ
اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۚ ۱۵۹ فَبِظُلۡمٍ
مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ
اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ ۱۶۰ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ
بِالۡبَاطِلِ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۱۶۱ لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ
مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ
الصَّلٰوةَ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ
سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ؑ ۱۶۲

اور کوئی ایسا نہیں ہوگا اہل کتاب سے مگر وہ ضرور ایمان لائے گا مسیح پر ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوں گے ان پر گواہ * سو بوجہ ظلم ڈھانے یہود کے ہم نے حرام کر دیں ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں ان کے لئے اور بوجہ روکنے یہود کے اللہ کے راستے سے بہت لوگوں کو * اور بوجہ ان کے سود لینے کے حالانکہ منع کئے گئے تھے اس سے بوجہ ان کے کھانے کے لوگوں کے مال ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ان میں سے عذاب دردناک * لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان سے (وہ بھی) اور (جو) مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور صحیح ادا کرنے والے نماز کے اور دینے والے زکوٰۃ کے اور ایمان لانے والے اللہ اور روز آخرت کے ساتھ یہی ہیں جنھیں عنقریب ہم دیں گے اجر عظیم (۴/۱۵۹ تا ۱۶۲)

۱۵۹۔ جناب روح اللہ کی موت سے پہلے جملہ اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے اور قیامت کے دن آپ ان کے گواہ ہوں گے۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی تفسیر میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ موت عیسیٰؑ سے پہلے یعنی جب آپ قتل دجال کے لئے دوبارہ زمین پر آئیں گے اس وقت تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور صرف ملت اسلامیہ جو دراصل ابراہیم حنیف کی ملت ہے رہ جائے گی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مَوْتِهٖ سے مراد حضرت عیسیٰؑ کی موت ہے اور ابو مالکؒ فرماتے ہیں جب جناب مسیحؑ اتریں گے اس وقت کل اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ ابن عباسؓ سے دوسری روایت میں ہے حضور ﷺ یہود کا ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں یعنی نجاشی اور ان کے ساتھی۔ آپ سے روایت ہے کہ قسم خدا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے پاس اب بھی زندہ موجود ہیں جب آپ زمین پر نازل ہوں گے اس وقت اہل کتاب میں سے ایک بھی باقی نہ بچے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ آپ سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی جاتی تو آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو اپنے پاس اٹھا لیا ہے اور قیامت سے پہلے آپ کو دوبارہ زمین پر اس حیثیت سے بھیجے گا کہ ہر نیک و بد آپ پر ایمان لائے گا حضرت

قتادہؒ اور حضرت عبدالرحمٰنؒ وغیرہ بہت سے مفسرین کا یہی مقصد ہے اور یہی قول حق ہے * دوسرا قول یہ ہے کہ ہر اہلِ کتاب آپ پر اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا ہے اس لیے کہ موت کے وقت حق و باطل سب پر واضح ہو جاتا ہے تو ہر کتابی یعنی ہر اہلِ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقانیت کو اس دارِ فانی سے رخصت ہونے سے پیشتر ہی باور کر لیتا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کوئی یہودی نہیں مرتا جب تک کہ وہ حضرت روح اللہؑ پر ایمان نہ لائے۔ حضرت مجاہدؒ کا یہی قول ہے بلکہ ابن عباسؓ سے تو یہاں تک روایت ہے کہ اگر کسی اہلِ کتاب کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے تاہم اس کی روح نہیں نکلتی جب تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور یہ نہ کہہ دے کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؑ ہیں۔ حضرت ابی کی قراءت میں قَبْلَ مَوْتِهِمْ ہے۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ فرض کرو کوئی دیوار سے گر کر مر جائے۔ فرمایا پھر بھی اس درمیانی فاصلے میں وہ ایمان لا چکتا ہے۔ عکرمہؒ، محمد بن سیرینؒ اور ضحاکؒ سے بھی یہی مروی ہے۔ ایک قول امام حسنؒ سے بھی روایت ہے جس کا مطلب سابقہ قول کی تائید میں بھی ہو سکتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی موت سے پہلے کا بھی ہو سکتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اہلِ کتاب میں سے کوئی نہیں مگر وہ حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا ہے۔ عکرمہؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں ان سب اقوال میں زیادہ تر صحیح قول پہلا ہی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے قریبِ قیامت کے اتریں گے اس وقت کوئی اہلِ کتاب آپ پر ایمان لائے بغیر نہ رہے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۶۰۔ واضح ہو کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک خلق اللہ پر ظلم کرنا دوسرے دینِ حق سے سرکشی کرنا۔ اوّل کی طرف فَبِظُلْمٍ میں اشارہ ہے دوسرے کی طرف وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا میں۔ ظلم اور خونریزی یہود میں بہت کچھ تھی کہ آج یہود کے قبیلہ نے بنیامین کے قبیلہ پر چڑھائی کر کے ہزاروں کو تہِ تیغ کر دیا کل دوسرے قبیلہ نے دوسرے کو اسیر یا برباد کر دیا اور ہتیا ڈالا اور غیر قوموں کی تو ان کے نزدیک جان اور مال مباح تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بنی نضیر و بنی قریظہ جو یہود کے دو قبیلے مدینہ طیبہ کے پاس رہتے تھے خونریزی و سفاکی کرتے تھے اور دینِ حق سے سرکشی کا کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد ہی میں چالیس برس بیابانوں میں ہر روز معجزات و کرامات دیکھنے پر بھی کیسی کیسی حجتیں کر کے پوچھا کیں تورات کے احکام سے بلکہ خود موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے سرتابی کی اور پھر ان کے بعد سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام تک جو کچھ دینِ حق سے سرکشی کی کہ جس کی وجہ سے کتبِ مقدسہ بھی ہاتھوں سے جاتی رہیں اور آخر حضرت مسیحؑ کو گرفتار کیا اور بزعم خود سولی پر چڑھایا، بیان سے باہر ہے اور یہی حال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک اس قوم کا تھا۔ ان پر وہ صاف صاف الزام قائم کیے جاتے ہیں جو ان کے علماء اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے کامل ثبوت ہیں۔ (تفسیر حقانی)

١٦١۔ (یہود کے جرائم میں سے سود خوری بھی ہے) سود لیتے تھے حالانکہ سود سے ان کو سخت منع کیا گیا تھا تورات کے نزول سے پہلے بھی اور خود تورات میں بھی مگر وہ اس ممانعت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ان میں سے بعض تو کھلم کھلا صراحتاً سود خوار ہوگئے تھے اور بعض یہودی حیلے بہانے کرکے اسے جائز کرنے کی جراءت کرتے تھے اور لیتے تھے اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے جیسے رشوت حرام طریقوں سے کھا جاتے تھے ان چار وجہوں سے اس پر دنیا میں تو یہ عذاب آیا کہ ان پر حلال طیب چیزیں حرام کردی گئیں اور آخرت میں ان کا یہ حال ہوگا کہ ان میں جو کافر ہو کر مرے گا اس کے لئے سخت دردناک عذاب ہم نے تیار کر رکھا ہے جو انہیں مرتے وقت مرنے کے بعد اور قیامت میں بعینہٖ دیا جائے گا اس لئے بہتر ہے کہ اب بھی توبہ کرلیں قرآن کے تحت دروازہ رحمت کھلا ہوا ہے ہمارے محبوب کا دامن بڑا وسیع ہے (اشرف التفاسیر)

١٦٢۔ (یہودیوں میں سے) جو لوگ علم (دین) میں پختہ ہیں جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے وہ ساتھی جو ایمان لے آئے تھے اور تقاضائے علم دین پر ثابت قدم تھے۔ (بیہقی نے دلائل میں اور ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس آیت کا نزول حضرت عبداللہ بن سلام اور اسید بن سعیہ اور ثعلبہ بن سعیہ کے بارہ میں ہوا تھا یہ لوگ یہودیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے تھے)

* روز آخرت ایمان سے پہلے انبیاء و کتب پر ایمان لانے والے اور ایمان کی تصدیق والے اعمال یعنی اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے کہ آیت کا رفتار بتا رہی ہے کہ انبیاء و کتب پر ایمان اور اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ ہی اصل مقصود ہے اللہ اور روز آخرت پر تو اہل کتاب بھی اپنے دعوی کے مطابق ایمان رکھتے ہی تھے یہاں اس ایمان پر آمادہ کرنا مقصود ہے جو ان کو حاصل نہ تھا یعنی تمام انبیاء و کتب پر ایمان (تفسیر مظہری)

معلومات مزید: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق جو کچھ بیان کیا وہ حق ہے کہ انہیں قتل یا سولی نہ (دی جا سکی) کیا جاسکا۔ وہ بخیریت اسی طرح صحیح سالم آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اگرچہ ابھی اہل کتاب یہ بات نہ مانیں۔ مگر عنقریب وہ وقت آرہا ہے کہ (جناب) عیسیٰ (علیہ السلام) دنیا میں صحیح سالم تشریف لائیں گے۔ ان کے آنے پر ان کی وفات سے پہلے پہلے تمام عیسائی یہودی ان جناب پر ویسے ہی ایمان لائیں گے جیسا کہ ان کے متعلق قرآن کریم نے خبر دی ہے اور جیسا کہ ان پر مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہودی ان کی نبوت کا اقرار کریں گے اور عیسائی ان کی بندگی کا اعتراف کریں گے اور ان میں سے کوئی شخص ان کے قتل یا سولی ہو چکنے کا عقیدہ نہ رکھ سکے گا۔ دنیا دیکھ لے گی کہ اسلام نے جو فرمایا تھا وہ حق تھا اور ان اہل کتاب کے خیالات محض باطل تھے یہ تو دنیا کے حالات تھے۔ آخرت میں قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ظالم یہودیوں اور بے وفا عیسائیوں کے خلاف بارگاہ الٰہی میں گواہی دیں گے جس گواہی سے یہ لوگ دوزخ میں جھونکے جائیں گے

غرض کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کاروائیاں کرنے والوں نے جناب عیسیٰ کا تو کچھ نہ بگاڑا۔ اپنا ہی نقصان کر لیا کہ اپنے خلاف اتنے بڑے پیغمبر کو گواہ بنا لیا * حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کے متعلق آیات قرآنیہ بھی ہیں اور بے شمار احادیث ہیں۔ ان کے منجملہ یہ حدیث ہے جسے علامہ ابن کثیر نے مسند امام احمد سے باسناد صحیح بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ سارے علاتی بھائی ہیں کہ ان تمام کا دین ایک ہے۔ فروعات (احکامات) الگ الگ۔ ہم عیسیٰ بن مریم سے بہت ہی قریب ہیں کہ ہمارے ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ قریب قیامت آسمان سے اتریں گے جب تم انہیں دیکھو تو اس حلیہ سے پہچاننا کہ وہ درمیانہ قد ہیں سرخ و سفید رنگت ہے وہ دو کپڑے قطری پہنے ہوں گے بغیر پانی استعمال کیے ان کے سر شریف سے قطرے ٹپکا کریں گے۔ وہ تشریف لا کر صلیب توڑیں گے۔ سوروں کو ختم فرمادیں گے۔ جزیہ کا حکم ختم فرمادیں گے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام دین ختم ہو جائیں گے دجال کو آپ ہلاک کریں گے دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا حتیٰ کہ شیر و اونٹ چیتا و گائے بکری اور بھیڑیا ایک ساتھ چریں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ چالیس سال زمین پر رہیں گے پھر وفات پا جائیں گے۔ مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضہ انور میں دفن ہوں گے۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ بخاری شریف۔ مسلم شریف وغیرہ کتب حدیث میں مختلف راویوں اور مختلف الفاظ سے نقل فرمایا یہ حدیث معنیٰ متواتر ہے۔ بحوالہ اشرف التفاسیر ● ظلم سے مراد وہی بیجا حرکات ہیں جن کا اوپر ذکر کر دیا گیا یعنی وعدہ شکنی، آیات خداوندی کا انکار، قتل انبیاء، حضرت مریم ع پر تہمت تراشی اور فخر کے ساتھ قتل مسیح کا دعویٰ کرنا * یہ بھی احتمال ہے کہ طیبات سے مراد جنت کی پاکیزہ نعمتیں ہوں * یہ بھی ممکن ہے کہ طیبات سے مراد ہو دنیوی حلال رزق اور حرام کر دینے سے مراد ہو ان کو بار کرنا ہو ان حلال چیزوں سے محروم و بے بہرہ رکھنا یعنی باوجود یہ کہ دنیا میں حلال پاکیزہ رزق بہت ہے تو اللہ نے یہودیوں کو حلال پاکیزہ رزق سے محروم کر دیا ہے بس سوائے حرام ناپاک روزی کے وہ اور کچھ نہیں کھاتے اور حرام روزی دوزخ کا مستحق بنا دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو گوشت حرام سے پیدا ہو دوزخ اس کے لئے زیادہ موزوں ہے ● یہودی طرح طرح کے حیلے کر کے سود خواریاں کرتے تھے جو محض حرام تھی اور بھی جس طرح بن پڑتا لوگوں کے مال مار کھانے کی تاک میں لگے رہتے اور اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ اللہ نے یہ تمام حرام کئے ہیں جرأت سے الٹی کر گزرتے تھے اس کے باعث ان پر حلال چیزیں بھی بعض بعض حرام کر دی تھیں ان

کفار کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ● یہود کی کثرت غالبہ اگرچہ ہدایت آسمانی کو عملی طور پر چھوڑ چکی
تھی لیکن ان میں بھی خال خال ایسے علماء موجود تھے جن کی معلومات اپنے دین کے متعلق سطحی قسم کی
نہ تھیں بلکہ ٹھوس قابلیت کے مالک تھے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور اپنے علم کے مطابق عمل
پیرا تھے ✱ آیت میں ایمان کے بھی اہم ترین اجزاء (اللہ پر ایمان، آخرت پر ایمان، آسمانی
کتاب پر ایمان) آگئے، اور عبادات کے بھی اہم ترین عنوانات یعنی اقامت صلوۃ و ادائے زکوٰۃ .

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ
إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ
وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ
مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝
رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُۥ بِعِلْمِهِۦ ۖ
وَالْمَلَٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

ہم نے آپ کے پاس اسی طرح وحی بھیجی جیسی نوح (علیہ السلام) کے پاس بھیجی تھی۔ اور جیسے نوح کے بعد پیغمبروں کے پاس وحی بھیجی۔ اور جیسے ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کے پاس اور (ان یعنی یعقوب علیہ السلام) اولاد کے پاس وحی بھیجی۔ اور عیسیٰ (علیہ السلام) اور ایوب (علیہ السلام) اور یونس (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) اور سلیمان (علیہ السلام) کے پاس۔ اور ہم نے داود (علیہ السلام) کو زبور عطا کی* اور ہم نے کچھ پیغمبر بھیجے جن کا ذکر ہم نے پہلے آپ سے کر دیا اور کچھ پیغمبر اور بھی بھیجے جن کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا۔ اور اللہ نے کلام فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) سے خاص کلام* (بھیجے ہم نے یہ سارے) رسول خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے تاکہ نہ رہے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے خلاف کوئی عذر رسولوں کے آنے کے بعد اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے* لیکن اللہ تو اس کتاب کے ذریعہ سے جو آپ پر نازل کی ہے (آپ کی نبوت کی) شہادت دے رہا ہے اللہ نے یہ کتاب اپنے خاص علم کے ساتھ اتاری ہے اور ملائکہ (بھی) شہادت دیتے ہیں اور اللہ کی شہادت کافی ہے۔ (۴/۱۶۳ تا ۱۶۶)

۱۶۳۔ پیغمبروں میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اس لئے کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح آپ بھی تمام آئندہ انسانوں کے باپ تھے (کیونکہ طوفان کی وجہ سے سب لوگ ہلاک ہو گئے تھے اور جو کشتی میں بچ رہے تھے ان میں حضرت نوح ؑ کی نسل کے علاوہ کسی شخص کی نسل باقی نہیں رہی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا وجعلنا ذریته هم الباقين (۳۷/۷۷) انہی کی نسل ہم نے باقی رکھی۔ اس کے علاوہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ خصوصیت بھی تھی کہ سب سے پہلے آپ ہی صاحب شریعت تھے۔ سب سے اول آپ ہی نے شرک پر عذاب آنے سے ڈرایا سب سے پہلے دعوت کو رد کرنے کی وجہ سے آپ ہی کی امت پر عذاب آیا۔ آپ ہی کی بددعا سے روئے زمین کے تمام باشندے ہلاک کر دیے گئے۔ تمام پیغمبروں سے آپ کی عمر زیادہ تھی اور

اس کو بجائے خود آپ کا معجزہ قرار دیا گیا فرمایا۔ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما
* (۲۹/۱۴) تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا۔ آپ کا کوئی دانت نہیں گرا۔ کوئی بال سفید نہیں
ہوا۔ جسمانی طاقت میں کمی نہیں آئی۔ اتنی لمبی عمر تک آپ نے قوم کی ایذا رسانی پر صبر کیا۔ اور جیسے
نوحؑ کے بعد پیغمبروں کے پاس وحی بھیجی مثلاً ادریسؑ، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ وغیرہ۔ اور جیسے
ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کے پاس وحی بھیجی الاسباط سے
مراد یا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہیں (اگر سب کو پیغمبر قرار دیا جائے) یا ان کی
نسل سے ہونے والے پیغمبر۔ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارون اور سلیمان کے پاس۔ الاسباط
میں سے ان پیغمبروں کے ناموں کا خصوصی ذکر اس لئے کیا کہ یہ بڑے صاحب فضیلت تھے۔ زبور
اس کتاب کا نام ہے جو حضرت داود علیہ السلام پر اتاری گئی تھی بغوی نے لکھا ہے کہ زبور میں اللہ
کی حمد و ثنا اور تمجید کا بیان ہے۔ حضرت داودؑ شہر سے باہر جنگل میں جا کر کھڑے ہو کر زبور
کی تلاوت کرتے تھے اس وقت علماء بنی اسرائیل آپ کے پیچھے صف بستہ ہوتے تھے اور علماء
کے پیچھے دوسرے لوگ اور سب آدمیوں کے پیچھے جنات حسب تفاوت درجہ کھڑے ہوتے تھے
پہاڑوں پر چوپائے بھی آپ کے سامنے آ کر سن کھڑے ہو جاتے اور تعجب سے تلاوت کو سنتے تھے اور
پرندے بازو پھیلائے لوگوں کے سروں پر سایہ ڈالتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات تم مجھے نہیں دیکھ رہے تھے میں تمہاری قراءت
سن رہا تھا تم کو داود کے سروں میں سے ایک سر دیا۔ ابوموسیٰؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ!
اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو خدا کی قسم میں خوب خوش ادائیگی سے کام لیتا۔ حضرت
عمرؓ کی جب حضرت ابوموسیٰؓ سے ملاقات ہوتی تو آپ فرماتے ابوموسیٰ ہم کو کچھ نصیحت کرو (یعنی
قرآن پڑھ کر سناؤ تاکہ ہم کچھ نصیحت حاصل کریں) حضرت ابوموسیٰؓ کچھ پڑھ کر سناتے (تفسیر مظہری)
۱۶۴۔ ورسلا قد قصصنہم علیک اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہود اس بات پر غرہ نہ کریں
کہ ہمارے ہی خاندان میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے ہیں اور انہیں کے گھرانے پر اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ رحمت
ہوئی ہے جس لئے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انحراف کرتے ہیں بلکہ
"کوئی گروہ نہیں اور کوئی ایسی قوم نہیں کہ جس میں کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈر سنانے والا (انبیا) نہ آیا ہو"
اس لئے یہاں بھی فرما دیا کہ جتنے رسولوں کا حال تو ہم نے اے نبیؐ آپ سے بیان کیا اور بہت سے
ایسے رسول بھی ہیں جن کا حال آپ سے بیان نہیں کیا * چونکہ بہ نسبت اور انبیاء علیہم السلام
کے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام زیادہ کیا تھا اس لئے ان کا صراحتاً ذکر کیا۔ (تفسیر حقانی)
۱۶۵۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب جو نازل فرمائی ہے اور اپنے رسول جو بھیجے ہیں اور ان سے اپنی مرضی

نا مرضی جو معلوم کرائی ہے یہ اس لئے کہ کسی کو کوئی حجت کسی کا کوئی عذر باقی نہ رہ جائے * صحیحین کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ سے زیادہ باغیرت کوئی نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں کو حرام کیا ہے خواہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ ہوں اور ایسا کوئی نہیں جسے بہ نسبت خدا کے مدح زیادہ پسند ہو یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی مدح آپ کی ہے اور کوئی ایسا نہیں جسے خدا سے زیادہ عذر پسند ہو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوش خبریاں سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا ہے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اسی وجہ سے اس نے رسول بھیجے اور کتابیں اتاریں۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۶۶۔ جس ذات پاک نے آپ سے پہلے آنے والے پیغمبروں پر وحی نازل کی۔ اسی نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کی شہادت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں خود اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ اس کی سچائی کی گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے اپنے کمال علم و حکمت سے اسے اتارا ہے اس کتاب کی ہر آیت ہر جملہ بلکہ ہر کلمہ اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی جلوہ گاہ ہے۔ جو شخص تعصب سے بالاتر ہو کر اس کا مطالعہ کرے گا وہ بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ یہ کتاب اللہ کا نازل کردہ ہے (ضیاء القرآن)

مفہوم آیات مزید: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) بے شک ہم نے آپ کی طرف (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وحی بھیجی جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے پیغمبروں پر وحی بھیجی اور جیسے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور اسحق علیہ السلام پر اور یعقوب علیہ السلام پر اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام پر وحی بھیجی اور ہم نے سلیمانؑ کے والد داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی ● جن نبیوں اور رسولوں کے اسمائے گرامی اور ان کے واقعات قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں ان کی تعداد ۲۴ یا ۲۵ ہے۔ حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ایوب، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یونس، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت الیاس، حضرت الیسع، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ذوالکفل (اکثر مفسرین کے نزدیک) اور حضور اکرم حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین جن انبیاء و رسل کے نام اور واقعات قرآن میں بیان نہیں کئے گئے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ایک حدیث میں جو بہت مشہور ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک حدیث میں آٹھ ہزار تعداد بتلائی گئی ہے * مختلف ادوار اور حالات میں مبشرین و منذرین (انبیاء) آتے رہے بالآخر یہ سلسلہ نبوت حضور انور محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء پر ختم فرما دیا گیا *

جماعت انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ خصوصی امتیاز ہے کہ ان پر وحی بذریعہ فرشتہ ہی نہ آئی بلکہ
بارہا رب تعالیٰ نے ان سے بلا واسطہ فرشتہ خود کلام فرمایا اور حضورؐ سے بلا واسطہ فرشتہ
ہمنا یہ تکلیم الٰہی کی صفت ان کے سوا کسی پیغمبر کو نہ دی گئی ● ان تمام رسولوں کو اس لئے بھیجا گیا
تاکہ وہ حضرات مطیعوں کو ثواب کی خوشخبریاں دیں۔ نافرمانوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں
ان حضرات کے بھیجنے میں یہ حکمت ہے کہ اب کوئی شخص قیامت میں بارگاہ الٰہی میں یہ عذر
نہیں کر سکتا کہ خدایا میں تیرے احکام سے بے خبر رہا اس لئے کافر و نافرمان ہوا۔ اگر تو رسول
بھیج دیتا تو میں مطیع و فرمانبردار بن جاتا یقیناً کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے جو چاہے کرے
مگر حکیم بھی ہے کہ اس کے ہر کام میں مصلحتیں ہوتی ہیں تو ہزارہا انبیاء کرام کو ہدایت خلق کے
لئے بھیجنا اور ان کو مختلف شانوں کا مالک کرنا اس میں بہت حکمتیں ہیں ● قرآن حکیم جو
اپنی عبارت اور معنی کے لحاظ سے مکمل معجزہ ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کر رہا ہے
قرآن حکیم اللہ کے علم خاص کا حامل ہے علم خاص سے مراد گزشتہ اور آئندہ کے جملہ امور حاضرہ و غائب
کا علم۔ قرآن کی عبارت کا علم جس کی مختصر ترین سورت کی طرح بھی کوئی عبارت نہیں پیش کی
جا سکتی۔ اس امر کو جاننا کہ نبوت کا اہل کون ہے اور کس پر کتاب نازل کی جائے اور اس بات
کو جاننا کہ لوگوں کو اپنی معاش و معاد کی درستی کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے۔ ملائکہ بھی شہادت
دیتے ہیں کہ آپ کی مدد کے لئے جہاد کے موقع پر علی الاعلان آتے ہیں جیسے کہ غزوہ بدر میں ہوا
آپ کی نبوت کے جو دلائل اللہ نے قائم کر دیئے ہیں ان کے موجود ہوتے ہوئے کسی دوسرے شہادت طلب
کرنے کی ضرورت نہیں یا یہ مراد ہے کہ مومنوں اور کافروں کو بدلہ دنیا و قیامت کے دن اللہ ہی
کے ہاتھ میں ہے تو اسی کی شہادت کافی ہے۔ منصف حاکم کو اگر واقعہ کا علم ہو اور وہ خود
شاہد ہو تو پھر کسی دوسرے کی شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ ١٦٧ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ
يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا
أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ
مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۖ فَآمِنُوا
بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ
سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ ١٧١

بلاشبہ جن لوگوں نے خود کفر کیا اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا وہ (حق کے راستہ سے) دور بھٹک گئے ★ بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ نہ تو ان کی مغفرت کرے گا اور نہ سوائے جہنم کے ان کو کوئی راستہ دکھائے گا۔ وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو دوزخ میں داخل کرنا اللہ کے لئے آسان ہے ★ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے رسول حق (یعنی قرآن اور سچا دین) لے کر آ گیا لہذا اس پر ایمان لاؤ جو تمہارے لئے بہتر ہو اور اگر کفر کرو گے (تو اللہ بے نیاز ہے) پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ ہی کی مخلوق اور ملک ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا "حکمت والا" ہے ★ اے اہل کتاب اپنے دین (کی عصبیت) میں (حق و صداقت) کی حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور اللہ کے متعلق حق بات کے علاوہ اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰؑ بن مریمؑ تو بس اللہ کے رسول تھے اور اللہ کا کلمہ تھے۔ اللہ نے وہ اپنا کلمہ مریمؑ تک پہنچا دیا اور اس کی طرف سے روح تھے پس اللہ تعالیٰ کو اور اس کے پیغمبروں کو مانو اور نہ کہو کہ الٰہ تین ہیں (تثلیث سے) باز رہو۔ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ بس اللہ ہی تنہا معبود ہے وہ اس امر سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ اسی کی مخلوق اور ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے (۴/ ۱۶۷ تا ۱۷۱)

۱۶۷۔ جن لوگوں نے کفر کیا حق کی اتباع نہ کی بلکہ اور لوگوں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے یہ صحیح راہ سے ہٹ گئے اور صداقت سے الگ ہو گئے ہیں اور ہدایت سے دور جا پڑے ہیں (ابن کثیر)

● بے شک جو لوگ اللہ کے منکر ہوئے اور لوگوں کو اسلام سے روکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی صفت چھپائی یعنی یہود یا منافقین وہ حق سے بہت دور ہو گئے اور بے راہ ہو گئے

۱۶۸۔ بے شک جو لوگ اللہ کے منکر ہوئے اور اس کے پیغمبر پر ظلم کیا ان کی نعت چھپائی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ان کو کوئی راہ دکھائے گا (تفسیر جلالین)

۱۶۹۔ (کافروں اور ظالموں کو) دنیا و آخرت میں سوا دوزخ کی راہ کے کوئی راستہ نہ دکھائے گا کہ دنیا میں انہیں ایمانیات کی توفیق نہ ملے گی آخرت میں جنت کا راستہ نظر نہ آئے گا وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں سے رہائی پائیں نہ انہیں موت آوے ایسی کڑی سزا دینا رب تعالیٰ پر

۱۷۰۔ تمام بنی آدم کو کہ اے انسانو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس اس کا پیغامبر (صلی اللہ علیہ وسلم) حق بات قرآن و توحید و احکام فطرت لے کر آیا ہے سو تم ایمان لاؤ اس میں تمہاری بہتری ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو ہم کو کچھ پروا نہیں کس لئے کہ آسمان و زمین کی بادشاہت ہمارے لئے ہے آسمانوں میں لاکھوں فرشتے ہماری عبادت و تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ عالم و حکیم ہے (تفسیر حقانی)

۱۷۱۔ یہ آیت نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جن کے کئی فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جدا جدا کوئی عقیدہ رکھتا تھا نسطوری آپ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے مرقوسی کہتے کہ وہ تین میں کے تیسرے ہیں اور اس کلمہ کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا بعض تین اقنوم مانتے تھے اور کہتے تھے کہ باپ بیٹا روح القدس باپ سے ذات بیٹے سے عیسیٰ روح القدس سے ان میں حلول کرنے والی حیات مراد لیتے تھے تو ان کے نزدیک اِلٰہ تین تھے توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے چکر میں گرفتار تھے بعض کہتے تھے کہ عیسیٰ ناسوتیت اور الوہیت کے جامع ہیں ماں کی طرف سے ان میں ناسوتیت آئی اور باپ کی طرف سے الوہیت آئی یہ فرقہ بندی نصاریٰ میں ایک یہودی نے پیدا کی جس کا نام بولص تھا اور اس نے انہیں گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کے عقیدوں کی تعلیم دی اس آیت میں اہل کتاب کو ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں افراط و تفریط سے باز رہیں خدا اور خدا کا بیٹا بھی نہ کہیں اور ان کی تنقیص بھی نہ کریں (تفسیر خزائن العرفان)

معروضات مزید: جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اوروں کو روکا وہ یقیناً گمراہی میں دور نکل گئے ● اس ظلم سے مراد دونوں قسم کے ظلم ہو سکتے ہیں ایک ظلم تو خود اپنے نفس پر کہ ایمان پر کفر و انکار کو ترجیح دی۔ دوسرا ظلم یہ دوسروں کو اسلام و ایمان کے راستہ سے ظلم یا مکر سے روکا جائے ● کافروں اور ظالموں کے محروم مغفرت و راہ ہدایت ہو جانے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے خود قبول حق کی استعداد کو ضائع کر دیا اور اپنے اعمال سیئہ سے اپنے آپ کو جہنم کی سزا کا مستحق بنا دیا ہے ● اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے قرآن اور سچا دین لے کر آنے والے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور ایسا کام کرو جو تمہارے موجودہ مسلک سے بہتر ہو اور اگر تم انکار کرو تو اللہ بے نیاز ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق اور ملک ہے اللہ علیم و حکیم ہے ● اے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو۔ حضرت مسیح

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کے بندے اس کے رسول ہیں اور اللہ کا کلمہ ہیں۔ آپ اللہ کی طرف سے آئے
ہوئے روح (رحمت یا پاکیزہ ذات) ہیں۔ یہ نہ سمجھو اور نہ یہ کہو کہ الٰہ تین ہیں باپ بیٹا روح القدس
اس تثلیث کے عقیدے سے باز آجاؤ۔ اللہ تو ہر طرح اکیلا ہے وہ اس سے پاک ہے کہ کوئی اس
کی اولاد ہو۔ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کا خالق و مالک ہے۔ اللہ سارے عالم کی کارسازی کرنے کو کافی ہے

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ
يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ ١٧٣ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ
فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝
١٧٤

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ
وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ
فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ
نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝
١٧٦

نہ مسیح (علیہ السلام) ہرگز اس سے عار کریں گے کہ وہ اللہ کے بندہ ہیں اور نہ مقرب فرشتے
ہیں اور جو کوئی اللہ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے پاس سب کو جمع
کرے گا ★ پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے نیک کام کئے ہوں گے تو وہ ان کو
ان کا پورا پورا اجر دے گا اور انہیں اپنے فضل سے اور زائد دے گا۔ اور جن لوگوں نے
عار و تکبر کیا ہو گا سو انہیں وہ دردناک عذاب دے گا۔ اور وہ لوگ اپنے حق میں کسی
غیر اللہ کو دوست نہ پائیں گے نہ مددگار ★ اے لوگو! تمہارے پاس یقیناً ایک دلیل تمہارے
تمہارے پروردگار کی پاس سے آ چکی اور ہم تمہارے اوپر ایک کھلا ہوا نور اتار چکے ★
تو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اسے انہوں نے مضبوط پکڑا انہیں وہ ضرور اپنی رحمت
و فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنے تک سیدھی راہ دکھا دے گا ★ لوگ آپ سے
حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں (میراث) کلالہ کے باب میں
حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن
ہو تو اسے اس کا ترکہ نصف ملے گا اور وہ مرد وارث ہو گا اس (بہن کے کل ترکہ)
کا اگر اس (بہن) کے اولاد نہ ہو۔ اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو ترکہ میں سے
دو تہائی ملے گا اور اگر (وارث) چند بھائی بہن مرد و عورتیں ہوں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ملے گا اللہ تمہارے لئے
(یہ احکام) کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم گمراہی میں نہ پڑو اور اللہ ہر شے کا پورا علم رکھتا ہے۔ (۲۴/م

۱۷۲۔ مطلب یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اور مقرب فرشتے بھی اللہ کی بندگی سے تکبر اور انکار نہیں کر سکتے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے بلکہ جس قدر مرتبے میں قریب ہوتا ہے وہ اسی قدر اللہ کی عبادت میں زیادہ ہوتا ہے *بعض لوگوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ فرشتے ان لوگوں سے افضل ہیں لیکن دراصل اس کا کوئی ثبوت اس آیت میں نہیں اس لئے کہ یہاں ملائکہ کا عطف مسیح پر ہے اور استنکاف کے معنی رکنے کے ہیں اور فرشتوں میں یہ قدرت بہ نسبت مسیح کے زیادہ ہے اس لئے فرمایا گیا ہے اور رک جانے پر زیادہ قادر ہونے سے افضلیت لازم نہیں آتی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو لوگ پوجتے تھے اسی طرح فرشتوں کی بھی عبادت کرتے تھے اس آیت میں مسیح علیہ السلام کو اللہ کی عبادت سے نہ رکنے والا بتا کر غیر فرشتوں کی بھی یہی حالت بیان کر دی جس سے ثابت ہو گیا کہ جنہیں تم پوجتے ہو وہ خود اللہ کی (عبادت) کرتے ہیں پھر ان کی (پرستش) کیسی۔ جو اللہ کی عبادت سے انکار کرے اعراض کرے اور خود کو اس طرح بڑا کرے وہ ایک وقت اس کے پاس لوٹنے والا ہے اور اپنے بارے میں اس کا فیصلہ سننے والا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۱۷۳۔ جو ایمان لایا اور اس نے اچھے کام بھی کئے تو ہم ان کو پورا بدلہ دیں گے اور اس پر اپنی طرف سے علاوہ بدلہ کے اور بھی فضل سے زیادہ دیں گے۔ اور جو ہم سے عار و انکار کرتے ہیں ہم ان کو عذاب الیم میں مبتلا کریں گے۔

● پھر ان کو اس رنج دائمی کے قید خانہ سے چھڑانے کی مہلت ملے گی نہ کوئی حمایتی کھڑا ہوگا نہ طرفدار (حقانی)

۱۷۴۔ دلیل واضح سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے جن کے صدق پر ان کے معجزے شاہد ہیں اور منکرین کی عقلوں کو حیران کر دیتے ہیں نُوْرًا مُّبِیْنًا یعنی قرآن پاک (کنزالایمان)

۱۷۵۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے دین کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و فضل میں ضرور داخل کرے گا *رحمت سے مراد ہے جنت اور ان ثواب جو ایمان و عمل کے مقابلہ میں اللہ نے اپنی رحمت سے مقرر کر دیا ہے اگرچہ کسی کا حق اللہ پر واجب نہیں *فضل سے مراد ہے اللہ کا وہ احسان جو مقررہ ثواب سے زیادہ ہوتا جیسے دیدار الٰہی اور درجات قرب *الیہ سے مراد ہے اللہ کا وہ راستہ جو اللہ کی ذات بے کیف و بے مثال تک پہنچانے والا ہے اور صراط مستقیم سے مراد ہے اسلام، طاعت، مرضیہ کے راستہ پر چلنا اور آخرت میں جنت کا راستہ اور مقام دیدار و قرب (تفسیر مظہری)

۱۷۶۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے اصحاب آپ سے ایک عظیم الشان سوال پوچھ رہے ہیں یعنی

کلالہ کی میراث کیا) آپ فرما دیں کہ رب تعالیٰ تم کو کلالہ کے متعلق یہ حکم فرماتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے اولاد یعنی بیٹا بیٹی نہ ہو اور نہ ماں باپ ہوں (جیسا کہ حدیث میں ہے) اور اس کی صرف ایک بہن سگی یا ماں شریکی ہو تو اسے کلالہ کے متروکہ مال سے نصف ملے گا اور اس کے برعکس کلالہ عورت فوت ہو جاوے کہ اس کی اولاد بیٹا بیٹی اور (ماں باپ) کوئی نہ ہوں اور اس کا صرف بھائی ہو تو وہ بھائی اس کلالہ عورت کے مال کا وارث ہوگا عصبہ میراث پائے گا یعنی بقیہ ذوی الفروض وارثوں سے بچا ہوا مال لے لے گا اور اگر ذوی الفروض وارث کوئی نہ ہو تو کل مال پائے گا اور اگر کلالہ میت کے بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انہیں متروکہ مال سے دو تہائی ملے گا یہ دونوں صورتیں جب ہیں جب کہ کلالہ کی صرف بہنیں ہوں بھائی کوئی نہ ہو اور اگر کلالہ کی بہن بھائی دونوں ہوں سگے ہوں یا علاتی تو ان میں مال اس طرح تقسیم ہوگا کہ مذکر یعنی بھائی کو مونث یعنی بہن سے دوگنا عصبہ ملے گا۔ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے جو بتایا ہے جان کر بتایا ہے (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندہ ہونے سے ہرگز عار نہیں کرتے اور نہ انکار کرتے ہیں اسی طرح مقرب فرشتے بھی عار، انکار اور تکبر نہیں کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح کو اللہ کا بیٹا سمجھ کر پرستش کی اور جن لوگوں نے جو فرشتوں کو لائق پرستش سمجھتے تھے اس آیت میں ان کا بطریق احسن رد ہو گیا کیوں کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام اور فرشتوں میں سب کے سب معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ فرما دیا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انکار اور تکبر کرے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت میں جمع کرے گا ظاہر ہے کہ انہیں اپنے انکار و تکبر کی سزا ملے گی ● جو ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ان کو پورا پورا اجر و ثواب بھی دیا جائے گا مزید رحمت ازراہ اپنی طرف سے انعام بھی عطا فرمائے گا۔ جو لوگ اللہ کی عبادت و اطاعت سے رکے جھجکے اور اس سے تکبر کریں تو انہیں یہ دردناک درد ناک عذاب دے گا ● یہ اللہ کے سوا کسی کو حامی و مددگار نہ پائیں گے ● برہان [illegible] یہ فرض ہے کہ رب کو جانے پہچانے مانے مگر اس کی ذات حواس سے وراء ہے تو اسے عقل سے ماننا ہوتا ہے عقل دلیل چاہتی ہے سارا عالم رب کی دلیل ہے مگر اسے دیکھ کر بعض عقل والے شرک و دہریت سے بچ نہ سکے اس لئے مخلوق کو ایسی برہان اور دلیل کی ضرورت تھی جس عقل تھک نہ سکے اور اسے کوئی عقل والا توڑ نہ سکے لہذا اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرماتے ہوئے اپنی برہان دنیا میں بھیجی اس برہان کا نام ہے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کسی نے حضور علیہ السلام کی معرفت رب کو مانا وہ نہ مشرک ہوا نہ دہریہ۔ اور فرمایا

ہم نے اُن کی معرفت تمہاری طرف ایک کھلا ہوا ظاہر ہونے والا نور بھیجا یعنی قرآن پاک ★ برہان کے
لفظی معنیٰ دلیل کے ہیں اس سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے (روح)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو لفظ
برہان سے اس لئے تعبیر فرمایا کہ آپ کی ذات مبارک اور آپ کے اخلاق کریمانہ آپ کے
معجزات اور آپ پر کتاب کا نزول یہ سب چیزیں آپ کی نبوت اور آپ کی رسالت
کے کھلے کھلے دلائل ہیں جن کو دیکھنے کے بعد کسی اور دلیل کی احتیاج باقی نہیں رہتی تو
یوں سمجھنا چاہیے کہ آپ کی ذات مبارک خود ایک مجسم دلیل ہے ● سو جو لوگ اللہ پر
ایمان لائے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حق اسلام کو مضبوطی
کے ساتھ پکڑا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل کرے گا اور اپنے فضل
میں بھی عطا فرمائے گا یعنی جنت میں داخلہ کے علاوہ اور بھی نعمتوں سے سرفراز
فرمائے گا جس میں دیدار الٰہی بھی شامل ہے اور انھیں ہدایت کا سیدھا راستہ بتائے گا ●
کلالہ اس کو کہتے ہیں جو پیچھے نہ باپ چھوڑے اور نہ اولاد ★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ان کی عیادت
کے لئے تشریف لائے حضرت جابر بے ہوش تھے حضرت نے وضو فرما کر آب وضو ان پر ڈالا یعنی
افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے مال کا
کیا انتظام کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (بخاری و مسلم) ابو داؤد کی روایت میں یہ
بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر میرے علم
میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے ★ مریضوں کی عیادت سنت ہے ۔